صحابہؓ کرام پر جرح وتنقید

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی نگاہ میں

مولانا ابوالحسن علی ندوی

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں :

یہ بات تواتر سے عوام وخواص کے نزدیک ثابت ہے، کہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصی تعلق تھا۔ اور ان تینوں حضرات کو آپ کا قرب واختصاص حاصل تھا اور ان تینوں کے آپ کے ساتھ رشتے ہیں۔ دو کی صاحبزادیاں آپؐ کے نکاح میں تھیں۔ اور ایک کے نکاح میں آپ کی دو صاحبزادیاں تھیں' اور کہیں اس کا ذکر نہیں آتا کہ آپ ان کی مذمّت کرتے تھے، یا ان پر لعنت کرتے تھے۔ بلکہ معروف یہی ہے، کہ آپ ان سے محبت کرتے تھے اور ان کی تعریف فرماتے تھے۔ اب دو حال سے خالی نہیں، یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ یہ تینوں حضرات آپ کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد ظاہراً و باطناً صالح، وفادار، اور سلیم العقیدہ اور صحیح العمل تھے۔ یا یہ کہ وہ تینوں آپ کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد استقامت پر نہیں تھے، اور (معاذ اللہ) دین سے منحرف تھے۔ دوسری صورت میں اگر اس حالت اور انحراف کے باوجود اُن کو آپ کا یہ تقرب حاصل تھا، تو دو میں سے ایک بات ماننی پڑے گی۔ یا تو آپ کو ان کے حالات کا علم نہیں تھا، یا علم تھا، لیکن آپ معاذ اللہ مداہنت کرتے تھے۔ ان دونوں صورتوں میں سے ہر صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پر بڑا دھبہ اور بہت بڑا اعتراض ہے۔

یہ تو وہی بات ہو گی جو شاعر نے کہی ہے ؎

فان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

اور اگر یہ کہا جائے کہ آپ کی زندگی تک تو وہ راہِ راست پر تھے، تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے خواص اور اکابر اصحاب کے بارے میں بڑا دھوکا اور ناکامی ہوئی جس شخص کو اپنے بعد کی اطلاعیں دی گئی تھیں اور جس نے اپنے بعد ہونے والے واقعات کی خبر دی۔ اس کو اتنی بات نہیں معلوم تھی کہ اس کے اخص خواص اس طرح منحرف ہو جائیں گے۔ اور احتیاط کا تو یہی تقاضا تھا کہ امت کو آپ اس کی خبر دے جاتے، تاکہ وہ غلطی سے کہیں ان کو خلیفہ نہ بنا لیں اور جس شخص سے یہ وعدہ کیا گیا کہ اس کا دین تمام ادیان پر غالب ہوگا۔ اس کے اکابر وخواص کیسے مرتد ہو سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی باتوں سے روافض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر بہت بڑا اعتراض کرتے ہیں۔ حضرت امام مالکؒ نے صحیح فرمایا کہ دراصل روافض[1] نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کو مطعون کرنا چاہا تاکہ لوگ کہیں کہ بڑے آدمی تھے۔ اس لئے ان کے بڑے ساتھی تھے، اگر اچھے آدمی ہوتے تو اُن کے ساتھی بھی اچھے ہوتے، اسی لئے اہلِ علم کا قول ہے، کہ رفض زندقہ کی ایک سازش[2] ہے۔

فضائلِ صحابہؓ قطعی ومتواتر ہیں امام ابن تیمیہؒ صحابہ کرام کی عدالت کو اسلام کی ایک اہم بنیاد مانتے ہیں۔ اور ان کو اُن کی صداقت ثقاہت پر بڑا یقین ہے، وہ ان کو اسلام کی تعلیم کا سچا نمونہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور فیضِ صحبت کا بہترین نتیجہ تسلیم کرتے ہیں، ان کے نزدیک صحابہ کرام کے فضائل ایسے قطعی اور متواتر ہیں، اور قرآن مجید کی ایسی صریح نصوص وآیات سے اور ایسی صحیح احادیث و روایات سے ثابت ہیں کہ وہ کسی تاریخی روایت یا کسی غریب و شاذ حدیث سے مشکوک نہیں ہو سکتے۔ وہ لکھتے ہیں:

جب کتاب وسنّت اور نقل متواتر سے صحابہ کرام کے محاسن وفضائل ثابت ہو چکے ہیں، تو یہ درست نہیں کہ وہ ایسی منقولات سے رد ہو جائیں، جن میں سے بعض منقطع، بعض محرف ہیں، اور بعض ایسی روایات ہیں جن سے ان ثابت شدہ حقائق پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اس لئے کہ یقین، شک سے زائل نہیں ہوا کرتا، ہم کو کتاب وسنّت اور اپنے پیشروؤں کے اجماع اور ان کی مؤید اور متواتر روایات اور عقلی دلائل سے اس بات

---

[1] اسی طرح وہ لوگ جو عدالت صحابہؓ کو مجروح کرنا چاہیں۔ (ادارہ)
[2] منہاج السنۃ ج ۴ صـ ۱۲۳

کالیقین ہوچکا ہے کہ صحابۂ کرام انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل الخلق تھے، اس یقینی و متواتر چیز پر ان امور کا اثر نہیں پڑ سکتا جو مشکوک و مشتبہ ہیں، چہ جائیکہ جن کا باطل ہونا ظاہر ہو چکا ہے۔ (حصہ ۳ ص ۲۰۹)

امام ابن تیمیہ اس کے قائل نہیں کہ صحابۂ کرام انبیاء علیہم السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح معصوم تھے۔ ان سے گناہ کا صدور ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ لیکن وہ اس کے ضرور قائل ہیں کہ امت کے تمام لوگوں میں وہ سب سے زیادہ عادل، خداترس، صادق القول، امین، اور راست باز تھے۔ اگر ان سے غلطیاں یا گناہ ہوئے تو اس کے مقابلہ میں اُن سے ایسے اعمال حسنہ اور خدا اور رسولؐ کو راضی کرنے والے کام ہوئے، جو ان سیّات کا کفارہ بن گئے۔ اور بہرحال اُن کے حسنات اور اعمال کا پلّہ ان کی تقصیرات پر بھاری ہے، وہ لکھتے ہیں:

"ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے بھی گناہوں سے معصوم ہونے کے قائل نہیں، چہ جائیکہ خطار فی الاجتہاد کے بھی قائل نہ ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

والذی جاء بالصدق وصدّق به اولئک هم المتقون لهم مایشاءون عند ربهم ذلک جزاء المحسنین لیکفّر اللّٰہ عنهم اسوأ الذی عملوا ویجزیهم اجرهم باحسن الذی کانوا یعملون۔ (الزمر ع ۴)	اور جو سچی بات لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہی پرہیزگار ہیں، ان کے لئے جو کچھ وہ چاہیں گے، ان کے رب کے پاس موجود ہوگا نیکوکاروں کا یہی بدلہ ہے، تاکہ اللہ ان سے وہ بُرائیاں دور کر دے جو انہوں نے کی تھیں، اور اللہ ان کو ان کا اجر دے، ان نیک کاموں کے بدلہ میں جو وہ کیا کرتے تھے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

اولئک الذین نتقبل عنهم احسن ماعملوا ونتجاوز عن سیئاتهم فی اصحاب الجنة وعد الصدق الذی کانوا یوعدون۔ (الاحقاف ع ۲)	یہی وہ لوگ ہیں جن سے ہم وہ نیک عمل قبول کرتے ہیں، جو انہوں نے کئے اور بہشتیوں میں شامل کرکے ان کے گناہوں سے درگذر کرتے ہیں۔ یہ اس سچے وعدہ کے مطابق ہے جو ان سے کیا گیا تھا۔

صحابۂ کرام کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی | وہ کہتے ہیں کہ ان بشری لغزشوں اور کوتاہیوں کے باوجود جو انسانیت کا لازمہ ہیں، مجموعی حیثیت سے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ افراد انسانی کا کوئی مجموعہ اور انسانوں کی کوئی نسل صحابۂ کرام سے بہتر سیرت و کردار کی نظر نہیں آتی، اگر اُن کی زندگی میں کہیں کہیں کچھ ہلکے سے دھبے اور داغ نظر آتے ہیں تو اس کی مثال ایسی ہے، جیسے سفید کپڑے میں کہیں کچھ تھوڑی سی سیاہی نظر آجائے، یہ عیب چینوں کا قصور ہے کہ اُن کو اس کپڑے میں سیاہی کا نقطہ تو نظر آیا، اور اس کپڑے کی سفیدی نظر نہ آئی، دوسری جماعتوں کا تو حال یہ ہے کہ ان کا سارا نامۂ اعمال سیاہ نظر آتا ہے۔ کہیں کہیں سفیدی نظر آتی ہے، وہ لکھتے ہیں:

"صحابہ کرام اخیار امت ہیں۔ امتِ محمدی میں کوئی ایسا گروہ نہیں ہے، جو ان سے زیادہ ہدایت اور دین حق پر مجتمع اور تفرق و اختلاف سے دور ہو، اُن کی زندگی میں کوئی نقص کی بات بھی نظر آتی ہے، تو اگر اسکا کسی دوسری امت کے حالاتِ زندگی سے مقابلہ کیا جائے تو اس کے مقابلہ میں اسکی کوئی حقیقت نہیں معلوم ہوتی غلطی اس شخص کی ہے جسکو سفید کپڑے کی تھوڑی سی سیاہی تو نظر آتی ہے مگر سیاہ کپڑے کی تھوڑی سی سفیدی نظر نہیں آتی۔ یہ بڑی نادانی اور بڑا ظلم ہے۔ اگر ان اکابر کا اپنے ہم مرتبہ لوگوں سے مقابلہ کیا جائے تو پھر ان کی فوقیت اور ان کی ترجیح ظاہر ہو۔ باقی یہ کہ کوئی شخص اپنے دل میں کوئی خیالی تصویر بنائے یا کوئی معیار تجویز کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہ کیا ہو، تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ ایک شخص اپنے دل میں ایک امام معصوم کا تصور قائم کرلیتا ہے۔ ایک شخص ایک اور ایسے امام کا تصور قائم کرتا ہے جس میں اور معصوم میں کوئی فرق نہیں۔ اگرچہ اس کو صاف صاف معصوم نہیں کہتا۔ اور وہ تجویز کرتا ہے کہ عالم کو یا شیخ کو یا امیر کو یا بادشاہ کو ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ اور خواہ وہ کیسا ہی کثیر العلم، کیسا ہی دیندار صاحبِ محاسن ہو، اور اس کے ہاتھ سے اللہ تعالےٰ نے کیسے ہی خیر کے کام کرائے ہوں، لیکن یہ تجویز کرتا ہے کہ اس کو ایسا کامل العلم ہونا چاہیئے کہ اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہ ہو۔ اور وہ کسی بھی مسئلہ میں غلطی نہ کرے۔ وہ بشریت کے لوازم و خصائص سے پاک ہو۔ کبھی اُس کو غصہ نہ آتا ہو تو اس کا کوئی علاج نہیں، بلکہ بہت سے لوگ تو ان ائمہ کے متعلق وہ تجویز کرتے ہیں جو انبیاء تک کے لئے تجویز نہیں کرتے ہیں۔ ——" (منہاج السنۃ حصہ ۳ ص ۲۴۲)

امام ابن تیمیہ اس پر بڑا زور دیتے ہیں، کہ جس شخص کی ساری تاریخ پر نظر ہوگی، اور اس نے مختلف قوموں، امتوں اور ملتوں کے حالات پڑھے ہوں گے، اور مختلف انسانی جماعتوں کا تجربہ کیا ہوگا۔ اس کو اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ صحابہ کرام سے زیادہ متحد، حق کا پیرو، فتنہ اور افتراق سے نفور اور اور نفسانیت و دنیاداری سے دور کوئی جماعت نہیں گزری، وہ لکھتے ہیں:

فمن استقرأ اخبار العالم فی جمیع الفرق تبیّن لہ انّہ لم یکن قط طائفۃ اعظم اتفاقاً علی الھدی و الرشد وابعد عن الفتنۃ والتفرق والاختلاف من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذین ھم خیر الخلق بشہادۃ اللہ لھم بذالک اذ یقول تعالیٰ کنتم خیر امّۃ اخرجت للنّاس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ۔	جس شخص نے دنیا کے تمام فرقوں کے حالات و واقعات کا اہتمام سے مطالعہ کیا ہے۔ اور ان کے حالات کا تتبع کیا ہے۔ وہ جانتا ہے۔ کہ کوئی گروہ ایسا نہیں گزرا جو ہدایت و رشد پر صحابہ کرامؓ سے زیادہ مجتمع اور تفرق و اختلاف سے ان سے زیادہ دور ہو، ان صحابہ کرام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے شہادت دی ہے۔ کہ وہ اس کی مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔ وہ فرماتا ہے تم وہ بہترین امت ہو۔ جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو۔ برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

مسلمانوں میں جو کچھ خیر ہے صحابہ کرامؓ کی برکت ہے | امام ابن تیمیہ یہ بالکل صحیح فرماتے ہیں کہ اس وقت مسلمانوں کے پاس علم و دین کا جو کچھ سرمایہ ہے، خیر و برکت کا جو کچھ ذخیرہ ہے۔ شعائر اسلام کی بلندی، اسلام کی اشاعت، عمل خیر کے جو کچھ محرکات اور جو کچھ توفیق خیر ہے۔ اور سچ پوچھئے تو عالم میں اس وقت جو کچھ صلاح و خیر نظر آرہی ہے، وہ سب صحابہ کرام کی جانفشانیوں، اخلاص علو ہمت، ایثار اور قربانیوں کا نتیجہ اور ان کے نفوس قدسیہ کی برکت و نورانیت ہے۔ امام ابن تیمیہ بڑے جوش سے لکھتے ہیں:

واما الخلفاء والصّحابۃ فکلّ خیر فیہ المسلمون الی یوم القیامۃ من الایمان والاسلام	اس وقت سے لے کر قیامت تک مسلمانوں کے پاس جو کچھ خیر ہے مثلاً ایمان و اسلام، قرآن، علوم و معارف، عبادات، دخول جنت

والقرآن والعلم والمعارف والعبادات ودخول الجنة والنجاة من النّار وانتصارهم على الكفار وعلو كلمة الله فانّما هو ببركة ما فعله الصّحابة الّذين بلغوا الدّين وجاهدوا في سبيل الله وكل مومن امن بالله فللصحابة رضي الله عنهم عليه فضل الى يوم القيامة وكل خير فيه الشيعة وغيرهم فهو ببركة الصّحابة وخير الصّحابة تبع لخير الخلفاء الراشدين فهم كانوا اقوم بكل خير في الدّين والدّنيا من سائر الصحابة ـ

جہنم سے نجات، کفار پر غلبہ اللہ کے نام کی بلندی، وہ سب صحابہ کرام کی کوششوں کی برکت ہے جنہوں نے دین کی تبلیغ کی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا۔ جو مومن بھی اللہ پر ایمان لایا اس پر صحابہ کرام کا احسان قیامت تک رہے گا۔ اور شیعہ وغیرہ کو بھی کچھ خیر حاصل ہے، وہ صحابہ کرام کی برکت سے اور صحابہ کرام کی خیر خلفائے راشدین کی خیر کے تابع ہے۔ اس لئے کہ وہ دین و دنیا کی ہر خیر کے ذمہ دار و سرچشمہ تھے۔

میرے بزرگو! صحابہ کرامؓ دین کی جڑیں ہیں۔ دین کی عمارت ان پر کھڑی ہے اور اگر جڑیں کاٹ دی جائیں تو گو ہزاروں دفعہ آبپاشی کریں مگر درخت سرسبز وشاداب نہیں ہو سکے گا۔ یہ عظیم الشان نعمت ہمیں ان لوگوں کے ذریعہ پہنچی اور جب صحابہ کے درمیان نفرت و عداوت پیدا کر دی جائے تو دین کہاں رہیگا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں "رحماء بینہم" کہا حضورؐ نے فرمایا میرے صحابہ کے بارہ میں خدا سے ڈرتے رہو کہیں انہیں سب وشتم اور تنقید کا نشانہ نہ بنالینا انہوں نے اسلام کی خدمت کی انکی رگ رگ میں حضورؐ کے ساتھ عشق بھرا ہوا تھا۔ تو حضورؐ نے فرمایا جسکی میرے ساتھ محبت ہے وہ میرے دوستوں سے بھی مزید محبت کریگا۔ مجنوں سے عشق سیکھو کہ جذبۂ محبت میں لیلیٰ کے کتوں کو گود میں بٹھاتا تھا، چومتا پیار کرتا تھا۔ آج کل عجیب تماشا ہے ایک طرف عشق رسولؐ کا دعویٰ، دوسری طرف ایک ایک صحابی پر تنقید، گویا معاذ اللہ حضورؐ اپنے جان نثاروں کی بھی اصلاح نہ کر سکے۔ کتنی بڑی نوبت پہنچی ہے ــــــــ

ہم اہل سنت والجماعۃ حضرات شیخین (ابوبکرؓ وعمرؓ) کی فضیلت حضرات ختنین (دونوں داماد عثمانؓ وعلیؓ) کی بزرگی اور محبت کے قائل ہیں۔ غالباً حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایسے ہی موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ "جس خون سے خداوند تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو بچایا ہم اتنے عرصہ بعد اس خون سے اپنی زبان کیوں آلودہ کریں" کسی بزرگ سے پوچھا گیا حضرت معاویہؓ کا مقام بلند ہے یا عمر بن عبدالعزیزؒ کا۔ فرمایا حضرت معاویہؓ نے جس گھوڑے پر حضورؐ کی رفاقت میں جہاد کیا اس گھوڑے کی نتھنوں کی غبار تک بھی عمر بن عبدالعزیز نہیں پہنچ سکتے۔ (اقتباس از مقام صحابہؓ وعظ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ۔)